مرزا قادیانی کا مولانا ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ آخری فیصلہ اور اس کا انجام

دوستو! جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا قادیانی مربی صاحب نے وہی رام کہانی سنادی جو شیطان کی آنت کی طرح طویل ہے، اور وہی مرزائی طریقہ واردات کہ بات کو اتنا پھیلادو کہ اصل بات کسی کو پتہ ہی نہ چلے، مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم کے 29 مارچ 1907 والے چیلنج کا تعلق اول تو کسی قسم کے "مباہلے کے چیلنج" کے ساتھ تھا ہی نہیں بلکہ مرزا قادیانی نے ایک قسم کھانے کا مولانا سے مطالبہ کیا تھا یہ بات اس قسم کھانے سے چلی ہے (ہم حوالے آگے دیتے ہیں، قسم کھانا اور مباہلہ کرنا دو الگ چیزیں ہیں) اس کا ہرگز ہرگز گذشتہ برسوں کے مرزا قادیانی کے مباہلوں کے کھوکھلے نام نہاد چیلنجوں کے ساتھ نہیں، لیکن بہت اچھا ہوا کہ مربی صاحب نے خود ہی پرانے قصے شروع کردیے اب ہمارا بھی فرض ہے کہ مرزا قادیانی کے اس اکلوتے مباہلے کا ذکر کریں جو اس نے 1893 میں میاں عبدالحق غزنوی کے ساتھ عیدگاہ امرتسر میں کیا تھا، جی مرزا قادیانی کا یہ واحد مباہلہ تھا جو واقعی مباہلہ تھا کیونکہ اس میں دونوں فریق بمع اپنے ساتھیوں کے آمنے سامنے بیٹھے تھے... اس مباہلے کا انجام کیا ہوا؟ اس پر ہم آخر میں بات کریں گے... لیکن پہلے ذرا یہ تو دیکھ لیا جائے کہ مرزا قادیانی کیسی کیسی قلابازیاں کھاتا تھا، جب کوئی واقعی مباہلے کے لیے اسکے سامنے آتا تو وہ مباہلے کی تعریف کچھ یوں کیا کرتا:

"مباہلہ کے معنی لغت عرب کی رو سے اور نیز شرعی اصطلاح کی رو سے یہ ہیں کہ دو فریق مخالف ایک دوسرے کے لیے عذاب اور خدا کی لعنت چاہیں" (اربعین نمبر 2, روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 377 حاشیہ)

پھر یہ بھی لکھا:

"یاد رہے کہ اصل مسنون طریقہ مباہلے میں یہی ہے کہ جو لوگ ایسے مدعی کے ساتھ مباہلہ کریں جو مامور من اللہ ہونے کا دعوا رکھتا ہو (جیسا کہ مرزا کا دعوا بھی تھا — ناقل) اور اس کو کاذب یا کافر ٹھہرائیں وہ ایک جماعت مباہلین کی ہو صرف ایک یا دو آدمی نہ ہوں.... (ضمیمہ رسالہ انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحات 319 — 320)

ایک اور جگہ لکھا ہے غور سے پڑھیے گا:

"ہمارے سید و مولا امام محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مباھلہ کے لیے نصارىٰ نجران کو دعوت دی تھی تو وہ مباہلہ ایک قوم کے ساتھ تھا بلکہ ان میں دو بشپ بھی تھے، اس لیے ایک فرد واحد سے مباہلہ کرنا خدا تعالیٰ کے اس آسمانی فیصلے سے ہنسی کرنا ہے" (مجموعہ اشتہارات، جلد 3 صفحہ 554)

نیز جب مرزا کی میاں عبدالحق غزنوی کے ساتھ مباہلے کی بات چل رہی تھی تو مرزا نے ان سے کہا کہ میں آپ اکیلے کے ساتھ مباہلہ نہیں کرونگا بلکہ ضروری ہے کہ آپ ایک جماعت کے لیکر آئیں اور میں بھی جماعت لاؤں گا چنانچہ لکھا:

"مسنون طریقہ مباہلہ کا یہ ہے کہ دونوں طرف سے جماعتیں حاضر ہوں.......... عجیب بات ہے کہ مباہلے کے لیے دوڑتے ہیں اور پہلے ہی قدم میں فرمودہ خدا اور سول کو چھوڑتے ہیں" (مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 315)

نتیجہ: مرزا قادیانی نے خود تسلیم کیا کہ مباہلہ یہ ہوتا ہے کہ دونوں فریق ایک جگہ اکٹھے ہو کر اور نہ صرف ایک ایک آدمی بلکہ ان کے ساتھ ایک جماعت بھی ھو ایک دوسرے کے لیے عذاب اور لعنت چاہیں، نیز اس نے لکھا کہ فرد واحد کے ساتھ مباہلہ کرنا خدا کے فیصلے سے ہنسی کرنا ہے اور فرمودہ خدا اور سول کو چھوڑنا ہے..

اب میں پوچھتا ہوں کہ اگر یہ فرض کیا جائے کہ 15 اپریل 1907 والی مرزا کی یک طرفہ دعا جس میں مرزا نے تمام "واحد متکلم" کے صیغے لکھے ہیں جیسے "میں نے بہت دکھ اٹھایا" "اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں" "میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں گا" "اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں" "میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے" میں خدا سے دعا کرتا ہوں" دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مجھے ہلاک کر" وغیرہ ... اگر یہ مباہلہ کی دعا تھی تو فریق مخالف بمع اپنی جماعت کے اسکے سامنے ایک جگہ موجود نہیں، بلکہ مرزا قادیانی ایک "فرد واحد" کا ذکر کر رہا ہے جو امرتسر میں بیٹھا ہے یوں خود مرزا قادیانی اللہ کے مباہلے کے بارے میں آسمانی فیصلے سے ہنسی کر رہا ہے... اس لیے ہم کہتے ہیں کہ یہ دعائے مباہلہ

کسی صورت نہیں ہو سکتی (یعنی ہم مرزا قادیانی کی خیر خواہی کر رہے ہیں جبکہ اس یکطرفہ دعا کو دعائے مباہلہ کہنے والے مرزا کو فرمودہ خدا ورسول کو چھوڑنے والا ثابت کر رہے ہیں) کیونکہ مباہلے کے لیے دونوں فریقوں کا ایک جگہ ایک جماعت کے ساتھ ہونا ضروری ہے اور دونوں کا ایک دوسرے کی موجودگی میں ایک دوسرے پر عذاب اور لعنت کرنا بھی مباھلہ کی شرط ہے ... اور ایسا مکمل مباہلہ مرزا قادیانی کو صرف مجبوراً ایک بار کرنا پڑا جب 1893 میں میاں عبدالحق غزنوی کے ساتھ عیدگاہ امرتسر میں اس نے کیا... جس کا انجام جیسا کہ ہم نے عرض کیا آخر میں ذکر کریں گے.

لیکن مرزا قادیانی کی ایک خاصیت یہ بھی تھی کہ اسے یہ یاد نہیں رہتا تھا کہ وہ پہلے کیا لکھ آیا ہے... اسکی مندرجہ ذیل قلابازیاں ملاحظہ فرمائیں جو اس نے اپنے چند مخالفین کی موت کے بارے میں کھائیں:

"بعض سخت مخالف جنہوں نے مباہلے کے طور پر لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہا تھا وہ خدا کے عذاب میں مبتلا ہو کر مرے (آگے مرزا نے چھ نام لکھے ہیں) اس کے بعد لکھا "ایسا ہی مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنے طور پر مجھ سے مباہلہ کیا اور اپنی کتاب میں دعا کی کہ جو کاذب ہے خدا اس کو ہلاک کرے پھر اس دعا سے چند دن بعد آپ ہی ہلاک ہو گیا" (حقیقۃالوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 239)

دوستو! آپ نے غور فرمایا؟ مرزا نے ان میں سے کسی کے ساتھ بھی دوبدو مباہلہ نہیں کیا تھا اور نہ ہی ان میں سے کسی کے ساتھ آمنے سامنے لعنت کی دعا کی تھی، لیکن مرزا اپنے آپ کو سچا ثابت کرنے کے لیے جھوٹ بول رہا ہے کہ انہوں نے "بطور مباہلہ" کے **لعنة الله علی الکاذبین** کہا تھا اس لیے مجھ سے پہلے مر گئے، نیز مولانا غلام دستگیر قصوری کے بارے میں صاف لکھتا ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب میں یہ دعا کی تھی کہ جو کاذب ہے خدا اسے ہلاک کرے اور وہ خود ہلاک ہو گئے اور اسے مرزا "اپنے طور پر مجھ سے مباہلہ کیا" کے الفاظ سے بیان کر رہا ہے، اب کہاں گئی وہ مباہلے کی شرعی تعریف؟ کہاں گیا وہ "جماعتوں کا ایک جگہ جمع ہونا"؟؟ لیکن یہ سب لکھ کر مرزا خود اپنے ہی جال میں پھنس گیا... ہم بھی کہتے ہیں کہ 15 اپریل 1907 کو "آخری فیصلہ" والی دعا لکھ کر مرزا نے اپنے طور پر مباہلہ کیا اور وہ مولانا ثناء اللہ کی زندگی میں آپ ہی مر گیا... تو جس طرح مولانا غلام دستگیر قصوری کی دعا کو جس پر مرزا کی کوئی تصدیق ثابت نہیں مرزا اپنے سچے ہونے کا ثبوت بنا رہا ہے تو ہم مرزا کی دعا کو اسکے جھوٹے ہونے کا ثبوت بناتے ہیں.... ہے کوئی مرد میدان جو مرزا جی کو اس دلدل سے نکالے؟

اب آگے چلیے... مربی صاحب فرماتے ہیں کہ یہ 15 اپریل والی دعا گذشتہ سالوں میں ہونے والے مرزا کے مباھلوں کے نعروں کا تسلسل تھا... یہ سفید نہیں بلکہ کالا جھوٹ ہے... اگر وقت ہوتا تو میں وہ کہانی بھی بتاتا جب مولانا ثناء اللہ خود مرزا کی دعوت پر قادیان پہنچ گئے تھے (مرزا نے انھیں اپنی پیش گوئیوں کی تحقیق اور پڑتال کے لیے قادیان آنے کی دعوت دی تھی، دیکھیں اعجاز احمدی، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 132، اور پھر مرزا نے یہ پیش گوئی بھی کر دی تھی کہ وہ قادیان نہیں آئیں گے اور اسے اپنا ایک نشان بتایا تھا، دیکھیں اعجاز احمدی، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 148) اور جب مرزا جی کو پتہ چلا کہ مولانا قادیان پہنچ آئے ہیں اور مولانا نے مرزا جی کو رقعہ بھی بھیجا کہ آپ کی دعوت پر آیا ہوں، آپ کے پیش گوئیوں کی پڑتال اور تحقیق کے لیے کب حاضر ہوں؟ تو مرزا جی کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی، مرزا نے جانتے ہیں کیا جواب دیا؟ یہ جواب دیا کہ اگر آپ مجھ سے بات کرنا چاہتے ہیں تو شرط یہ ہو گی کہ آپ زبان سے کچھ نہیں بولیں گے، اپنا سوال لکھ کر دیں گے اور وہ بھی دو سطر سے زیادہ نہ ہو، اسکے بعد آپ اسکا جواب میری زبان سے "صم بکم" ہو کر سنیں گے، اور کچھ بولیں گے نہیں (صم بکم کہتے ہیں ایسا آدمی جو گونگا اور بہرہ ہو، اب کوئی مرزا سے پوچھے کہ اگر مولانا نے گونگا بھی رہنا تھا اور بہرہ بھی تو تمھاری پیش گوئیوں کی تحقیق کیا خاک ہوتی؟ - ناقل)... میں چاہے گھنٹہ بولوں یا دو گھنٹے... اسکے بعد آپ اگلا سوال اسی طرح دو سطروں میں لکھ کر دیں گے... آپ کو بولنے کی اجازت نہ ہو گی.. اگر منظور ہو تو فرمائیں... (یہ تھا مرزا قادیانی کا اپنی پیش گوئیوں کی تحقیق اور جانچ پڑتال کے لیے مولانا کو قادیان بلانے کی دعوت کا ڈراپ سین، یہ کہانی پھر سہی) لہٰذا یہ قادیانی واویلا کہ مولانا ثناء اللہ مرزا سے ڈرتے تھے صرف ایک جھوٹ ہے.... بہرحال... اب آتے ہیں مارچ اپریل 1907 کی طرف... یہ کہانی شروع ہوتی ہے 17 مارچ 1907 سے، قادیانی اخبار "الحکم" میں مذکورہ تاریخ کو "قادیان کے آریہ و ثناء اللہ

امر تسری" کے عنوان سے ایک خبر چھپی، جس میں یہ لکھا گیا کہ "مرزا قادیانی نے قادیانی کے آریہ سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ وہ قسم کھائیں کہ انہوں نے مرزا کی صداقت کے فلاں فلاں نشان نہیں دیکھے، اور آگے لکھا "اور ثناء اللہ نے بھی کوئی نشان صداقت بطور خارق نہیں دیکھا تو وہ بھی قسم کھا کر پرکھ لے تاکہ معلوم ہو کہ خدا تعالی کس کی حمایت کرتا اور کس کو سچا کرتا ہے" (الحکم، 17 مارچ 1907 صفحہ 11)

دوستو! نہ تو مرزا نے قادیان کے آریہ کو "مباہلہ" کی دعوت دی اور نہ ہی مولانا ثناء اللہ کو، بلکہ ان سے یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ وہ قسم کھائیں کہ انہوں نے میری صداقت کا کوئی خارق عادت نشان نہیں دیکھا ... اور پھر دیکھیں خدا کا فیصلہ ... مرزا کے اسی اعلان کے جواب میں مورخہ 29 مارچ 1907 کو مولانا ثناءاللہ نے مرزائی جماعت کو مخاطب کرکے لکھا:

"ہم اپنے نفس کے ذمہ دار ہیں تو ہم تمھارے کرشن کی کذب بیانی پر قسم کھانے کو تیار ہیں، آؤ جس جگہ چاہو ہم سے قسم لے لو مگر پہلے شائع کرادو کہ اس قسم کا نتیجہ کیا ہوگا ہم حلفیہ کہہ دیں گے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو ہم خدا کی طرف سے مامور نہیں جانتے بلکہ اعلی درجہ کا جھوٹا، مکار اور فریبی ہے اور اس کی کوئی پیشگوئی خدائی الہام سے نہیں ہے" (اخبار اہل حدیث 29 مارچ 1907)

مولانا کا یہ اعلان قادیانی اخبار الحکم نے بھی 31 مارچ 1907 کو نقل کیا لیکن کمال دھوکہ دہی سے اس پر سرخی یہ جمائی کہ "مباہلہ کے واسطے مولوی ثناء اللہ امر تسری کا چیلنج قبول کیا گیا" ... یہ بات سمجھنے کی ہے، مرزا نے ان سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ "قسم کھائیں کہ آپ نے میری صداقت کا کوئی نشان نہیں دیکھا" اور مولانا نے یہ لکھا کہ "میں یہ قسم کھانے کو تیار ہوں، بس آپ یہ پہلے بتائیں کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا، یعنی مجھ پر کس قسم کا عذاب آئے گا...نہ مرزا قادیانی نے 17 مارچ کو "مباہلے" کی دعوت دی اور نہ مولانا نے مباہلے کا ذکر کیا بلکہ "حلف اٹھانے" کا کہا... اب آگے چلیں ... مرزا قادیانی کو پھر جان کے لالے پڑ گئے کہ پہلے بھی ایک بار مولانا قادیان پہنچ گئے تھے اور میں نے مضحکہ خیز شرط رکھ کر جان چھڑائی تھی، اب کیا کروں؟ تو اس نے ساتھ ہی یہ شوشہ چھوڑا کہ "میری کتاب حقیقۃالوحی چھپ کر آنے والی ہے، وہ چند روز تک آجائے گی، وہ مولانا ثناء اللہ کو بھیجی جائے گی، ہم اس کتاب کے ساتھ یہ اشتہار بھی شائع کریں گے کہ ہم نے ثناء اللہ کے مباہلے کے چیلنج کو قبول کر لیا ہے" (دیکھیں الحکم 31 مارچ 1907 صفحہ 4 کالم 2) اسکے بعد مباہلہ ہوگا...(واضح رہے کہ نہ تو مرزا نے مولانا کو حقیقۃالوحی بھیجی اور نہ اس کے ساتھ کوئی مباہلہ منظور کرنے کا کوئی اشتہار شائع کیا)

دوستو! صاف طور پر مرزا قادیانی نے پہلے تو مولانا کو حلف اٹھانے کا کہا، جب مولانا نے حلف اٹھانے پر آمادگی ظاہر کی تو پہلے تو مرزا نے اسے مباھلہ کا عنوان دیا، پھر یہ بزعم خود مباھلہ بھی حقیقۃالوحی کے شائع ہونے اور مولانا کو کتاب بھیجے جانے اور مولانا کے مکمل کتاب پڑھنے کے ساتھ مشروط کردیا...

مولانا ثناء اللہ چونکہ مرزا قدیانی کی رگ رگ سے واقف تھے، اس لیے وہ مرزا کو کہاں چھوڑنے والے تھے، انہوں نے 19 اپریل کا اہل حدیث کا نمبر ایڈوانس میں 12 اپریل کو شائع کیا جس میں مرزا کے 31 مارچ والی کہانی کا جواب دیا جس کا خلاصہ یہ ہے:

"آپ نے سفید جھوٹ سے کام لیا ہے، کیونکہ میں نے آپ کو مباہلے کے لیے نہیں بلایا، بلکہ آپ نے یا آپ کے حکم سے آپ کے تابعدار مرید ایڈیٹر الحکم نے مجھ کو قسم کھانے کے لئے کہا جس کو میں نے منظور کیا ہے افسوس کہ میں نے تو قسم کھانے پر آمادگی کی ہے مگر آپ اس کو مباہلہ کہتے ہیں حالانکہ مباہلہ اسکو کہتے ہیں کہ فریقین مقابلہ پر قسم کھائیں حلف اور قسم تو ہر روز عدالتوں میں ہوتی ہے لیکن مباہلہ اس کو کوئی نہیں کہتا، پس ہوش سے سنیے اور مخلوق کو دھوکہ نہ دیجیے، میں نے جو کہا ہے وہی کہیے، اپنے معمولی کذب سے کام نہ لیجیے، یہ نہیں کہ میں آپ سے مباہلہ کرنے سے ڈرتا ہوں معاذ اللہ جب میں آپ کو محض خدا کے واسطے ایک مفسد اور دجال جانتا ہوں، نہ اب بلکہ سالہا سال سے تو میں آپ کے مباہلے سے کیونکر ڈر سکتا ہوں؟.... پس میں نے جو کہا وہی میری طرف نسبت کیجیے دروغ گوئی سے کام نہ لیجیے، میں نے حلف اٹھانا کہا ہے مباھلہ نہیں کہا نہ میں نے آپ کو دعوت دی بلکہ آپ کی دعوت کو منظور کیا ہے،... قسم کھانا اور ہے مباہلہ اور ہے، قسم کو مباہلہ کہنا آپ جیسے راست گوؤں کا کام ہے" (اخبار اہل حدیث شائع شدہ 12 اپریل 1907 سکین دستیاب ہے طلب کرنے پر).

دوستو! یہ ہے اصل حقیقت، مولانا نے مباہلے سے کوئی فرار اختیار نہ کیا بلکہ مرزا نے 17 مارچ کو ان سے قسم کھانے کا مطالبہ کیا تھا، مولانا نے اس پر رضامندی لکھی جس کی مرزا کو توقع نہ تھی، اب جان چھڑانے کے لیے ایک دم "قسم اٹھانے" کو مباہلے کا نام دے کر اسے حقیقۃالوحی کے شائع ہونے تک مؤخر کر دیا کہ اس دوران کوئی نئی ترکیب سوچ کر جان چھڑائی جائے گی...

اب ایک عقلمند آدمی یہی سوچے گا کہ جب مرزا قادیانی نے خود یہ لکھا دیا کہ "جب تک حقیقۃالوحی شائع ہونے کر نہیں آتی، اور مولانا کو بھیجی نہیں جاتی، اور مولانا اسکو مکمل پڑھ نہیں لیتے اس وقت تک (مرزا نے جس کا نام مباہلہ رکھا) وہ موقوف کیا جاتا ہے" تو پھر ایک دم ایسا کیا ہوا کہ اچانک مرزا نے 15 اپریل کو "مولانا ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ" کے عنوان سے ایک دعا لکھ ماری اور اسے اشتہار کی شکل میں شائع کر دیا؟؟؟ ہمارے وہ پاکٹ بک کے لطیفوں سے کام چلانے والے بھولے بھالے قادیانی کرم فرما جو اس دعا کو "دعائے مباہلہ" کہتے ہیں بتائیں گے کہ کیا پندرہ اپریل تک حقیقۃالوحی شائع ہو کر آ چکی تھی اور مولانا ثناء اللہ کو بھیجی گئی تھی؟ ہرگز نہیں، حقیقۃالوحی کا پہلا ایڈیشن 15 مئی 1907 کو شائع ہوا تو کیا وجہ ہے کہ مرزا نے اپنے بیان کے مطابق انتظار نہ کیا اور بقول آپ کے دعائے مباہلہ جاری کر دی؟؟؟ اسکا جواب میں آپ کو دیتا ہوں جو آپ کو پاکٹ بک سے نہیں ملے گا... مرزا قادیانی کو اسکے بقول ایک الہام ہوا تھا "اجیب دعوۃ الداع" میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں، یہ الہام آپ کی الہامی کتاب "تذکرہ" کے دوسرے ایڈیشن کے صفحہ 711 پر موجود ہے، نیچے حاشیے میں "نوٹ از مرتب" یوں لکھا ہے:

"یہ الہام حضور کی اس دعا کے جواب میں ہے جو حضور نے مولوی ثناء اللہ کے متعلق کی تھی، حضور فرماتے ہیں کہ ثناء اللہ کے متعلق جو لکھا گیا ہے وہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے" (تذکرہ، طبع دوم صفحہ 711 حاشیہ)

کیا سمجھے؟ مرزا کے بقول اسے (اس کے) خدا کی طرف سے اشارہ ملا تھا یہ دعا لکھو، اور ساتھ ہی یہ الہام بھی ہوا کہ ہم دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتے ہیں، یعنی دوسرے لفظوں میں مرزا جی کے خدا نے یہ بھی بتا دیا کہ یہ دعا قبول شدہ سمجھو... اب سوال یہ ہے کہ مرزا جی کا خدا تو یہ الہام کرے کہ یہ دعا میں نے قبول کر لی.. اور مرزا جی کے مرید کہیں کہ "اس دعا کی قبولیت مولوی ثناء اللہ کی رضامندی پر موقوف تھی انہوں نے اس دعا سے اتفاق نہیں کیا لہٰذا یہ دعا قبول نہ ہوئی" یہ مرزا جی کے اس الہام کے خلاف ہے یا نہیں؟؟؟؟

تو دوستو! مرزا قادیانی کے مرید مرزا کی "آخری فیصلے" کے نام سے شائع کی جانے والی دعا پر بات کرتے ہوئے دو موضوعات کو مکس کرتے ہیں اور خلط مبحث کرکے لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں، 17 مارچ 1907 کو شروع ہونے والی اس بحث کو کئی سال پرانے مباہلے کے موضوع کے ساتھ جوڑتے ہیں اور پھر یہ نعرے لگاتے ہیں کہ مولانا ثناء اللہ نے مرزا قادیانی کے مباہلے کے چیلنج کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا.. جبکہ 17 مارچ 1907 کو مولانا ثناء اللہ سے یہ حلف اور قسم کھانے کا مطالبہ کیا گیا تھا کہ انہوں نے مرزا قادیانی کی صداقت کا کوئی خارق عادت نشان نہیں دیکھا، اگر یہ مباہلہ کی دعوت ہوتی تو یوں ہوتی کہ مولانا ثناء اللہ کو دعوت دی جاتی ہے کہ "وہ ایک جماعت کے ساتھ آئیں، ادھر سے مرزا قادیانی بھی اپنی جماعت کے ساتھ آئیں گے، اور دونوں فریق ایک جگہ اکٹھے ہو کر جھوٹے پر لعنت کریں" (مباہلہ کا مسنون اور شرعی طریقہ خود مرزا قادیانی کی تحریروں سے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں) ، کسی کو یہ کہنا کہ "تم قسم کھاؤ کہ تم نے میری صداقت کا کوئی خارق عادت نشان نہیں دیکھا" ہرگز مباہلہ نہیں ہوتا اور یہی بات مولانا ثناء اللہ امرتسری نے 12 اپریل کو شائع ہونے والے "اخبار اہل حدیث" میں لکھی تھی جس کا حوالہ پہلے گزرا، انہوں نے مرزا کو مخاطب کرکے لکھا کہ:

"آپ نے سفید جھوٹ سے کام لیا ہے، کیونکہ میں نے آپ کو مباہلے کے لیے نہیں بلایا، بلکہ آپ نے یا آپ کے حکم سے آپ کے تابعدار مرید ایڈیٹر الحکم نے مجھ کو قسم کھانے کے لئے کہا جس کو میں نے منظور کیا ہے افسوس کہ میں نے تو قسم کھانے پر آمادگی کی ہے مگر آپ اس کو مباہلہ کہتے ہیں حالانکہ مباہلہ اسکو کہتے ہیں کہ فریقین مقابلہ پر قسم کھائیں... میں نے حلف اٹھانا کہا ہے مباہلہ نہیں کہا، نہ میں نے آپ کو دعوت دی ہے بلکہ آپ کی دعوت کو منظور کیا ہے..... قسم اور ہے مباہلہ اور ہے الخ"

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ موضوع بھی مرزا کے کسی پرانے مباہلے کے چیلنج سے متعلق ہے وہ مولانا ثناء اللہ کا مندرجہ بالا بیان آنکھیں کھول کر پڑھیں، مولانا لکھ رہے ہیں کہ آپ نے مجھے قسم کھانے کی دعوت دی ہے اور میں تیار ہوں، نہ میں نے مباہلے کا ذکر کیا ہے اور نہ آپ نے 17 مارچ کو مجھے مباہلے کی دعوت دی ہے، ہاں مولانا نے مرزا کے سابقہ ریکارڈ کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک شرط رکھی کہ مرزا قادیانی پہلے عذاب کی وہ قسم متعین کر دے جو اسکے بقول قسم اٹھانے کے بعد مجھ پر نازل ہونا ہے اور یہ شرط اس لیے رکھی کہ مرزا کی عادت تھی کہ جب وہ گول مول بات کیا کرتا تھا، اگر تکا لگ گیا تو ٹھیک، اور اگر تکا نہ لگا تو پھر وہ عجیب و غریب تاویلیں کیا کرتا تھا، اگر مرزا کے کسی مخالف کو زکام بھی ہو جائے تو کہا کرتا تھا کہ یہ میری دعا کا اثر ہے، اور اگر مخالف کو کچھ نہ ہو تو کہا کرتا تھا کہ ضرور وہ دل میں ڈر گیا ہو گا اس لئے اسے کچھ نہ ہوا (یہ موضوع پھر کبھی) ..
تو دوستو! قصہ مختصر، مرزا کی طرف سے 17 مارچ 1907 کو ہرگز مباہلے کی دعوت نہیں دی گئی تھی، اور نہ مرزا قادیانی مولانا ثناء اللہ کو مباہلے کی دعوت دے سکتا تھا.. جی ہاں آپ حیران ہوں گے کہ مرزا اس سے بہت پہلے مباھلوں سے توبہ کر چکا تھا وہ بھی انگریزی حکومت کے خوف سے .. لیجیے پڑھیں، مرزا قادیانی نے اپنی کتاب "اعجاز احمدی" میں جو کہ 15 نومبر 1902 کو چھپی تھی (جیسا کہ اس کے ٹائٹل پیج پر لکھا ہے) یہ لکھا تھا (اس کتاب سے مربی صاحب نے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ مرزا نے مولانا کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا):
"ہم موت کے مباہلے میں اپنی طرف سے کوئی چیلنج نہیں کر سکتے کیونکہ حکومت کا معاہدہ ایسے چیلنج سے ہمیں مانع ہے، ہاں مولوی ثناء اللہ صاحب اور دوسرے مخالفوں کو منع نہیں کہ ایسے چیلنج سے ہمیں جواب دینے کے لیے مجبور کریں، خواہ وہ مولوی ثناء اللہ ہوں یا اور کوئی ایسا مولوی ہو جو مشاہیر میں سے اور اپنی جماعت میں عزت رکھتا ہوں جس کے بارے میں کم از کم پچاس معزز آدمی اس کے اشتہار پر تصدیقی شہادت ثبت کریں"
(اعجاز احمدی، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 122)
کیا سمجھے! مرزا صاف لکھ رہا ہے کہ چونکہ میرا حکومت کے ساتھ ایک معاہدہ ہے جس کی رو سے میں اپنی طرف سے کسی کو بھی موت کے مباہلے کا چیلنج نہیں دے سکتا، ہاں اگر مولانا ثناء اللہ یا کوئی اور مجھے مباہلہ کا چیلنج کریں تو میں جواب دوں گا (یاد رہے مرزا کی 15 اپریل والی آخری فیصلے کے نام سے کی جانے والی دعا میں موت اور مرنے کا صاف ذکر ہے)۔ اب ہمیں یہ بتایا جائے کہ کیا حکومت انگریزی کے ساتھ مرزا کا یہ معاہدہ 1907 میں ختم ہو چکا تھا؟ اگر ختم ہو چکا تھا تو اسکا ثبوت درکار ہے، اور اگر برقرار تھا تو پھر مرزا کی 15 اپریل والی دعا مباہلے کا چیلنج کیسے؟؟ یا یہ ثابت کیا جائے کہ 15 اپریل والی یہ دعا مولانا ثناء اللہ کے مباہلے کے چیلنج کے جواب میں شائع کی گئی.. پھر یہ بتایا جائے کہ مولانا کا وہ مباہلے کا چیلنج کہاں ہے؟ نیز مربی صاحب یہ بتائیں کہ اگر مرزا نے "اعجاز احمدی" میں مولانا ثناء اللہ کو مباہلے کا چیلنج دیا تھا تو پھر اسی میں یہ کیوں لکھا کہ "ہم اپنی طرف سے مباہلے کا کوئی چیلنج نہیں کر سکتے"؟؟؟؟
بلکہ دور نہ جائیں، 1906 میں بھی مرزا نے لکھا کہ:
"میں مباہلہ کی رسم کو اپنی طرف سے ختم کر چکا ہوں" (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 71، یاد رہے حقیقۃ الوحی اگرچہ چھپی 15 مئی 1907 کو لیکن مرزا کی یہ مباھلہ کی رسم کی ختم کرنے والی تحریر مورخہ 16 جولائی 1906 کو لکھی گئی جیسا کہ اسی کتاب کے صفحہ 70 پر مرزا نے خود لکھا ہے).
اب جب مرزا خود لکھتا ہے کہ وہ اپنی طرف سے مباہلے کی رسم کو ختم کر چکا ہے تو پھر یکایک اپریل 1907 میں کیا اس نے یہ رسم دوبارہ شروع کی؟
دوستو! ان تمام دلائل سے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا ہے کہ نہ تو 17 مارچ 1907 کو مرزا نے مولانا ثناء اللہ کو مباہلے کا کوئی چیلنج دیا کیونکہ وہ تو انگریزی حکومت کے ڈر سے مباہلے سے توبہ کر چکا تھا، اور نہ مولانا نے جواب میں مباہلے کا کوئی چیلنج دیا، بلکہ مرزا کی طرف سے مولانا سے قسم اٹھانے کا مطالبہ ہوا جو مولانا نے قبول کیا، اب سیدھی سی بات تھی کہ مرزا لکھتا کہ " ٹھیک ہے مولانا ثناء اللہ فلاں دن، فلاں جگہ آ کر مطلوبہ قسم اٹھائیں، اور میں اعلان کرتا ہوں کہ اگر وہ یہ قسم اٹھا لیں کہ انہوں نے میری صداقت کا کوئی بھی خارق عادت نشان نہیں دیکھا تو ان پر اتنی مدت کے اندر فلاں عذاب نازل ہوگا" تو یہ ہوتی مرزا کی مردانگی اور مولانا کی بات کا جواب.. لیکن مرزا نے چال یہ چلی کہ مولانا ثناء اللہ کے

مرزا کی قسم اٹھانے کی دعوت کے جواب میں قسم کھانے پر آمادگی کو مولانا ثناء اللہ کی طرف سے مباہلے کا چیلنج بناڈالا، اور پھر اسے منظور کرنے کا اعلان کرڈالا.. لیکن ساتھ ہی ایک چور راستہ بھی نکال لیا کہ جب تک میری کتاب حقیقۃالوحی نہیں آتی، اور مولانا کو بھیج نہیں دے جاتی، اور مولانا اسے پڑھ نہیں لیتے (بلکہ حقیقۃالوحی میں مرزانے یہ اضافہ بھی کردیا کہ میں مولانا سے حقیقۃالوحی کا امتحان بھی لوں گااور ان سے کتاب کے مختلف مقامات سے دس سوال پوچھوں گا تاکہ معلوم ہو کہ انہوں نے کتب مکمل پڑھی ہے دیکھیں: حقیقۃالوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 463)، تو اگر مولانا اس امتحان میں پاس ہوتے ہیں تو پھر مباہلہ کی کاروائی کے بارے میں سوچا جائے گا... (دیکھیں الحکم مورخہ 31 مارچ 1907) .

دوستو! مرزا قادیانی اپنی بات پر قائم نہ رہا، اور حقیقۃالوحی چھپ کرآنے کا انتظار نہ کیا، بلکہ 15 اپریل 1907 کو اپنی طرف سے ایک دعا شائع کردی جس میں مرزانے ہر گز نہیں لکھا کہ "یہ میں مباہلہ کی دعوت دے رہا ہوں" بلکہ مرزا کے الفاظ ہیں "محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے" ... یہ اردو کی تحریر ہے.. یعنی مرزا لکھ رہا ہے کہ "میں نے صرف دعا کے طور پر خدا سے یہ فیصلہ چاہا ہے، یعنی مباہلہ نہیں، کیونکہ اس میں تو دونوں طرف سے ایک جماعت کے ساتھ ایک ساتھ دعا کرنا ہوتا ہے...

یہ تمام قرائن و شواہد اس دعوے کو باطل کرتے ہیں کہ 17 مارچ 1907 یا اسکے بعد اپریل میں مرزا کی طرف سے کسی قسم کا مباہلے کا کوئی چیلنج یا دعوت دی گئی، اور نہ ہی مولانا ثناء اللہ کی طرف سے مباہلے کا کوئی چیلنج دیا گیا... لہٰذا 15 اپریل والی مرزائی دعا صرف مرزا کی یک طرفہ اپنے خدا سے دعا تھی، اس دعا کو مولانا ثناء اللہ قبول کرتے یا نہ کرتے اس سے مرزا کی دعا پر کوئی اثر نہیں پڑتا.

اب آیئے! آپ کو بتاتا ہوں مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کا مرزا کے بقلم خود ثبوت، جیساکہ ہم نے مرزا کی تحریروں سے ثابت کیا کہ مباھلہ کا طریقہ کیا ہوتا ہے اور اس کے لیے ایک ایک آدمی نہیں بلکہ ایک جماعت کا آمنے سامنے ایک جگہ جمع ہونا ضروری ہے، اور ایسا مباہلہ مرزا قادیانی نے اپنی زندگی میں صرف ایک کیا، اور جس کے ساتھ کیا ان کا نام تھا "میاں عبدالحق غزنوی" یہ مباہلہ امر تسر کی عیدگاہ میں ہوا تھا (جس کی طرف مولانا ثناء اللہ نے 29 مارچ 1907 کے اخبار اہل حدیث میں اشارہ بھی کیا ہے)، یہ مباہلہ 1893 میں ہوا تھا، میاں عبدالحق غزنوی کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ "مباھلہ اس بات پر ہوگا کہ مرزا اور مرزا کے تمام اتباع دجالین، کذابین اور زنادقہ ہیں" (مرزا نے میاں عبدالحق غزنوی کا مرزا کو مباہلے کے چیلنج والا اشتہار خود نقل بھی کیا ہے دیکھیں مجموعہ اشتہارات، جلد 1 صفحات 420 تا 426) اسکے بعد مرزا قادیانی نے اپنے مریدوں کو اس مباہلے میں شامل ہونے کی اطلاع ایک اشتہار کی صورت میں دی تھی، مرزا نے لکھا تھا کہ "کل دھم ذیقعدہ روز شنبہ کو میاں عبدالحق غزنوی اور دوسرے علماء مجھ سے اس بات پر مباہلہ کریں گے کہ وہ لوگ اس عاجز کو کافر اور دجال سمجھتے ہیں اور میری کتابوں کو مجموعہ کفریات خیال کرتے ہیں..... لہٰذا ان لوگوں کی درخواست پر یہ مباہلہ تاریخ مذکورہ بالا میں ہونا قرار پایا ہے، کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ مباھلہ کی بددعا کرنے کے وقت اور مسلمان بھی حاضر ہوجائیں، کیونکہ میں یہ دعا کرونگا کہ جس قدر میری تالیفات ہیں ان میں سے کوئی بھی خدا اور رسول کے فرمودہ کے مخالف نہیں ہیں اور نہ میں کافر ہوں........ کیونکہ اگر میں کافر ہوں اور نعوذ باللہ اسلام سے مرتد اور بے ایمان تو نہایت.برے عذاب سے میرا مرنا ہی بہتر ہے اور میں ایسی زندگی سے بہزار دل بے زار ہوں"

(مجموعہ اشتہارات، جلد 1 صفحہ 437، تین جلدوں والا ایڈیشن) ...

چنانچہ مقررہ وقت اور جگہ پر یہ مباہلہ ہوا، اور مرزا کے بقول وہاں کئی سو آدمی جمع ہوے جن میں بعض انگریز پادری بھی تھے (مکتوبات، جلد 2 صفحہ 593 جدید ایڈیشن، مکتوب بنام منشی رستم علی)، اور اس کے بعد مختصراً یہ ہوا کہ 26 مئی 1908 کو صبح ساڑھے دس بجے مرزا قادیانی بمرض وبائی ہیضہ اس جہاں سے کوچ کر گیا اور میاں عبدالحق غزنوی صحیح سلامت زندہ تھے... اب آپ کہیں گے کہ اس سے مرزا کیسے جھوٹا ثابت ہوا؟ تو یہ لیں، مرزا قادیانی نے صاف طور پر یہ بھی کہا تھا:

"ہم نے تو یہ لکھا ہوا ہے کہ مباھلہ کرنے والوں میں جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاتا ہے"

(ملفوظات، جلد 5 صفحہ 327، پانچ جلدوں والا ایڈیشن)

تو نتیجہ صاف ہے ... مرزا نے اپنی زندگی کا اکلوتا مکمل اور مسنون مباہلہ صرف میاں عبدالحق غزنوی کے ساتھ کیا، اور میاں عبدالحق غزنوی نے کبھی اپنے موقف سے رجوع بھی نہ کیا، اور آخر کار مرزا کی موت میاں عبدالحق غزنوی کی زندگی میں ہو گئی ... اور مباہلہ کرنے والوں میں جھوٹا سچے کی زندگی میں ہلاک ہو گیا...

دنیا کا کوئی قادیانی یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ مرزا قادیانی نے اپنی پوری زندگی میں اس ایک مباہلے کے علاوہ کسی اور کے ساتھ شرعی اور مسنون مباہلہ کیا ہو... اور اس اکلوتے مباہلے کا انجام آپ کے سامنے ہے... کسی کو مباہلے کا چیلنج دینا، یا کسی کا یک طرفہ کوئی دعا کر دینا، یا کسی کا اپنے گھر میں بیٹھ کر کسی پر لعنت کر دینا یا لعنۃ اللہ علی الکاذبین لکھ دینا ہر گز مباہلہ نہیں، نہ لغت میں اور نہ شریعت میں، اور نہ تحریری مباہلہ ہوتا ہے، لیکن مرزا قادیانی کا یہ بیان بھی پڑھیں اور اندازہ کریں اس کے طریق کار کا، لکھتا ہے:

"جتنے بھی مباہلہ کرنے والے ہمارے مقابلے میں آئے خدا تعالی نے سب کو ہلاک کر دیا" (قادیانی اخبار "بدر" مورخہ 27 دسمبر 1906، صفحہ 5 کالم 1) ... ہم تفصیل میں نہیں جاتے، صرف دو مثالیں پیش کرتے ہیں، میاں عبدالحق غزنوی کے ساتھ مرزا کا باقاعدہ مباہلہ ہوا لیکن مرزا ان کی زندگی میں ہلاک ہوا نہ کہ میاں عبدالحق نے مرزا کی زندگی میں وفات پائی... نیز بقول قادیانی مربی حضرات، مرزا قادیانی نے مولانا ثناء اللہ کو مباہلے کا چیلنج دیا تھا لیکن وہ بھی مرزا کی زندگی میں ہلاک نہ ہوئے بلکہ مرزا کی موت مولانا کی زندگی میں ہو گئی.. تو پھر مرزا کا یہ بیان کہ "جتنے بھی مباہلہ کرنے والے ہمارے مقابلے میں آئے خدا نے سب کو ہلاک کیا" سفید جھوٹ ہے یا نہیں؟

اب آئیں ایک اور شہادت پیش خدمت ہے کہ مرزا قادیانی کی 15 اپریل والی دعا صرف ایک دعا تھی، نہ کہ مباہلہ، جب حقیقۃ الوحی چھپ چکی اور مولانا ثناء اللہ کو کتاب نہ ملی تو مولانا نے مورخہ 3 جون 1907 کو مرزا کو ایک خط لکھا جس میں 4 اپریل 1907 کے اخبار بدر کا حوالہ دے کر لکھا کہ جیسا کہ آپ نے لکھا تھا کہ مجھے حقیقۃ الوحی کا ایک نسخہ بھیجا جائے گا تو وہ مجھے بھیجا جائے (یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ مولانا ثناء اللہ ہر گز 15 اپریل کی دعا کو مباہلہ کی دعا نہیں سمجھتے تھے، بلکہ وہ حقیقۃ الوحی پڑھنے کے بعد مرزا سے مباہلہ میں دو دو ہاتھ کرنے کے بھی خواہش مند تھے ورنہ آپ کتاب نہ مانگتے)، تو مولانا کے اس خط کے جواب میں مرزا قادیانی کے مرید خاص "مفتی صادق" نے مولانا کو ایک جوابی خط لکھا جو 13 جون 1907 کے اخبار "بدر" میں شائع ہوا، اس خط کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں کہ "آپ کا رجسرڈ شدہ کارڈ مرسلہ 3 جون 1907 حضرت مسیح موعود کی خدمت میں پہنچا" اور پھر مفتی صادق نے مرزا کی طرف سے جو جواب دیا اسکا خلاصہ یہ ہے کہ "کتاب حقیقۃ الوحی آپ کو بھیجنے کی بات اس وقت کی تھی جب آپ کو مباھلہ کے واسطے لکھا گیا تھا تاکہ مباہلے سے پہلے آپ کتاب پڑھ لیتے، لیکن آپ نے اپنے واسطے تعیین عذاب کی خواہش ظاہر کی اور بغیر اس کے مباہلہ سے انکار کر کے اپنے لیے فرار کی راہ نکالی اس واسطے مشیت ایزدی نے آپ کو دوسری راہ سے پکڑا اور حضرت حجۃ اللہ (یعنی مرزا قادیانی – ناقل) کے قلب میں ایک دعا کی تحریک کر کے فیصلے کا ایک اور طریق (جو کہ مباہلہ نہیں – ناقل) اختیار کیا، اس واسطے مباہلے کے ساتھ جو اور شروط تھے وہ سب کے سب بوجہ نہ اقرار پانے مباھلہ کے منسوخ ہوئے لہٰذا آپ کی طرف کتاب بھیجنے کی ضرورت نہ رہی"

(اخبار بدر، 13 جون 1907 صفحہ 2 کالم 1)

یہ خط کھلی شہادت ہے کہ مرزا کی 15 اپریل کی دعا مباہلہ نہیں تھا بلکہ دوسرا طریق تھا اور مباہلہ منسوخ ہو چکا تھا

قادیانی مربی حضرات یہاں یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ یہ خط مفتی صادق صاحب نے لکھا تھا نہ کہ مرزا قادیانی نے، ہمارا سوال ہے کہ اس خط کے شروع میں مفتی صادق نے مولانا ثناء اللہ کو لکھا ہے کہ "آپ کا خط مرزا کی خدمت میں پہنچا" یہ دلیل ہے کہ یہ جواب مرزا نے لکھنے کا کہا تھا، کیا مرزا قادیانی کا ایک خاص مرید جسے قادیانی نعوذ باللہ "صحابی" بھی کہتے ہیں بغیر مرزا کی ہدایت کے مرزا کو لکھے جانے والے خط کا اپنی طرف سے جواب لکھ سکتا تھا؟ اور پھر یہ خط جون 1907 میں شائع ہوا، کیا اس کے بعد مرزا قادیانی کی طرف سے کبھی تردید آئی کہ یہ خط میرے کہنے پر نہیں لکھا گیا؟؟؟ مرزا اسکے بعد تقریباً سال بھر زندہ رہا...

اسی طرح قادیانی اخبار "بدر" کے مورخہ 22 اگست 1907 کے شمارے میں (جب مرزا قادیانی ابھی قید حیات تھا)اخبار کے ایڈیٹر کے نام ایک خط آیا جو میانوالی سے ہیڈ ماسٹر غلام محمد نامی ایک قادیانی نے بھیجا، خط کا عنوان تھا "اہل حدیث کا دروغ گو راوی" اور ایڈیٹر سے درخواست کی گئی کہ وہ یہ خط اخبار "بدر" میں شائع کرے ، ہیڈ ماسٹر صاحب اس خط میں اپنے بارے میں اخبار اہل حدیث میں چھپنے والے کسی خط کا جواب دے رہے ہیں،اسی خط میں یہ قادیانی ہیڈ ماسٹر صاحب لکھتے ہیں کہ :

"میں نے مباہلے کا کبھی ذکر نہیں کیا، کیونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب حضرت اقدس (یعنی مرزا قادیانی – ناقل) کے سامنے مباہلہ کے لیے کبھی نہیں آئے اور نہ ان میں جراءت ہو سکتی ہے....انکو بار بار مباہلہ کے لیے بلایا گیا لیکن وہ چالاکیوں سے جیسا کہ اس کا وتیرہ ہے اپنے لیے فرار کی راہ نکالتا رہا ،آخر مشیت ایزدی نے ایک اور راستے سے اس کو پکڑا حضرت اقدس مسیح موعود نے مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ کے عنوان کا ایک اشتہار دے دیا **جس میں محض دعا کے طور پر خدا سے فیصلہ چاہا گیا ہے نہ کہ مباہلہ کیا گیا ہے"**

(اخبار بدر ، 22 اگست 1907 ، صفحہ 8 کالم 1)

دوستو! یہ خط اس اخبار میں مرزا کی زندگی میں اور 15 اپریل 1907 والی مرزائی دعا کے محض چار مہینے بعد شائع ہوا،اور اخبار کے ایڈیٹر نے بلا کسی نوٹ یا تبصرے کے شائع کیا، کسی نے اس بات کی تردید نہیں کی تھی کہ مرزا کا یہ اشتہار محض دعا کے طور پر خدا سے فیصلہ چاہا گیا تھا اور مباہلہ نہیں تھا ...شاید مرزائی امت کو اس وقت تک یقین تھا کہ مولانا ثناء اللہ اس مرزائی دعا کی وجہ سے مرزا کی زندگی میں ہی راہی عدم ہو جائیں گے ... لیکن مئی 1908 میں مرزا قادیانی کی موت ہو گئی اور مولانا ثناء اللہ صحیح سلامت تھے تو اس وقت قادیانی ایوانوں میں زلزلہ آیا اور وہ یہ شوشہ چھوڑنے لگے کہ مرزا قادیانی کا یہ اشتہار تو مباہلہ کا چیلنج اور دعائے مباہلہ تھی جسے مولانا ثناء اللہ نے منظور نہیں کیا تھا لہٰذا یہ "Invalid" ہو گئی ...

ایک اور بودا سوال کیا جاتا ہے کہ خود مولانا ثناء اللہ نے مرزا کی اس دعا کو "مباہلہ" تسلیم کیا تھا، یہ بھی جھوٹ ہے، مولانا نے اسے "دعا" ہی لکھا آپ نے لکھا "کرشن جی دعا کرتے ہیں کہ جھوٹا سچے سے پہلے طاعون ہیضہ وغیرہ سے مر جائے" .... "اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی گئی" وغیرہ .. مولانا کے 26 اپریل 1907 کے اہل حدیث میں شائع ہونے والے جواب میں مرزا کی اس دعا کو "دعا" ہی لکھا گیا ہے نہ کہ "مباہلہ" ... اور اگر بعد میں کہیں مولانا نے اس کے لیے "مباہلہ" کا لفظ بھی بولا ہے تو وہ الزامی جواب کے طور پر ہے کہ چونکہ مرزا قادیانی کی موت کے بعد اسکے مریدوں نے اسے یک طرفہ دعا کو "مباہلہ" کا نام دیا تھا تو مولانا نے انکے مطابق مباہلہ کہا ہوگا کہ آپ کے مطابق تو مرزا مجھ سے مباہلہ کر چکا تھا... ورنہ مولانا نے مرزا کی زندگی میں اس دعا کو مباہلہ ماننے سے انکار کر دیا تھا..

ایک بات یہ کی جاتی ہے کہ "مولانا ثناء اللہ نے مرزا قادیانی کی یہ دعا منظور کرنے سے انکار کر دیا تھا" ، تو کیا ہوا؟ کیا مرزا نے کہیں لکھا تھا کہ "مولانا اس دعا کو منظور کریں"؟؟؟ ہر گز نہیں، بلکہ مرزا نے لکھا تھا کہ مولانا میری یہ دعا اپنے اخبار میں شائع کر دیں اور "جو چاہے اس پر لکھ دیں" ... اور مولانا نے مرزا کی یہ دعا اپنے اخبار میں شائع کی اور جو چاہا اسکے نیچے لکھ دیا.. کیونکہ مرزا نے "حلف اٹھانے" کی بات کو گول کرنے کے لیے یہ ڈرامہ کیا تھا اس لیے مولانا نے یہ تسلیم کرنے سے انکار کیا اور اپنی بات پر قائم رہے کہ "میں قسم کھانے پر تیار ہوں کہ میں نے تمہاری صداقت کا کو خارق عادت نشان نہیں دیکھا لیکن پہلے تم متعین کرو کہ اس صورت میں مجھ پر کونسا عذاب آئے گا" ... لہٰذا یہاں سوال مرزا کی دعا قبول کرنے یا نہ کرنے کا نہ تھا بلکہ سوال یہ تھا کہ جو بات مولانا ثناء اللہ نے 29 مارچ 1907 میں لکھی تھی مرزا نے اسے پیچھے ڈال دیا تھا اور مولانا اسکے علاوہ کوئی بات قبول کرنے پر تیار نہ تھے ...

آخر میں ایک اور تاریخی بات لکھنا چاہوں گا کہ مرزا قادیانی کی موت کے بعد 17 اپریل 1912 کو لدھیانہ میں ایک قادیانی میر قاسم علی کے ساتھ مولانا ثناء اللہ کا اسی بات پر مناظرہ ہوا تھا کہ مرزا قادیانی کی 15 اپریل 1907 والی دعا مباہلہ نہیں تھی، اس مناظرے کا ثالث ایک سکھ کو مقرر کیا گیا تھا اور مولانا ثناء اللہ نے اس مناظرے میں قادیانی مناظر کو شکست فاش دی تھی، جس کی وجہ سے قادیانیوں کی طرف سے ثالث کے

پاس رکھوائے گئے تین سو روپے مولانا کو دے دے گئے... عجیب بات یہ ہے یہ تاریخ احمدیت کے مصنف نے 1912 کے مسلم قادیانی مباحثات میں اس مناظرے کا ذکر تک نہیں کیا.

اللہ تمام قادیانی حضرات کو حق اور سچ کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے

(نوٹ: اس مضمون میں دیے گئے حوالہ جات کے سکین طلب کرنے پر پیش کرنا ہمارا اخلاقی فریضہ ہے)